اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ

علمائے حرمین

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی

اور

حضرت شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی

کی نظر میں

تالیف

حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی قدس سرہ

ایڈیٹر اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور

ازہری دار الاشاعت
الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور یوپی (انڈیا)

٧٨٦
٩٢

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی

قدس سرہٗ

ءِ حرمین، حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی اور حضرت
شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی کی نظر میں

تالیف

حضرت شاہ محمد فضلِ حسن صابری فاروقی قدس سرہٗ

ایڈیٹر اخبار دبدبۂ سکندری بنگلہ آزاد خاں رامپور

ترتیبِ جدید، ترجمہ، تحشیہ

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی غفرلہ القوی

در المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم - رامپور - یوپی

ازہری دار الاشاعت

الجامعۃ الاسلامیہ - گنج قدیم - رامپور یوپی

(انڈیا)

سلسلۂ اشاعت ۲

نام کتاب : اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ
مؤلف : حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری فاروقی قدس سرہٗ
مرتب : فقیر نوری سید شاہد علی رضوی غفر لہ القوی
خوشنویس: محمد شرافت اللہ قادری، تھانہ ٹین رام پور
طبع اول: صفر المظفر ۱۴۰۹ھ / اکتوبر ۱۹۸۸ء
تعداد : ایک ہزار
باہتمام : ازہری دار الاشاعت الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور
بتعاون : مولوی محمد ابن علی رضوی، حافظ افسر علی رضوی، محمد خلیل احمد خاں رضوی
مطبع : جمال پریس گوٹیا تالاب رام پور
قیمت :

ملنے کے پتے

قادری اکیڈمی۔ تستر خانہ رام پور۔ یوپی
رضا اکیڈمی۔ لال مسجد رام پور شریف "
قادری بکڈپو۔ نو محلہ مسجد بریلی شریف "
المجمع الاسلامی۔ محمد آباد گوہنہ اعظم گڑھ "
مکتبہ اشرفیہ۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد "
مکتبۃ المصطفیٰ۔ قادری مسجد گلی منیہاران۔ بریلی شریف "
رضا دار الاشاعت۔ ہیڑی ضلع بریلی شریف "
مولوی محمد ابن علی رضوی ناظم اعلیٰ مدرسہ نور الاسلام رستم نگر عرف جمو
ضلع رام پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ تعارف

م ونسب : حضرت شاہ محمد فضلِ حسن صابری فاروقی تاج الفقراء، حضرت شاہ
مد فاروق حسن صابری علیہما الرحمہ والرضوان کے فرزند ارجمند ہیں۔

آپ کا سلسلۂ نسب افغانستان کے ایک معزز قبیلہ مہمند سے ملتا ہے
ر سلسلۂ طریقت سیدنا حضرت مخدوم علاء الدین احمد صابری کلیری رحمۃ اللہ
لیہ کے توسط سے سیدنا معین الملت والدین حضرت خواجہ معین الدین چشتی
میری قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

لادت : حضرت شاہ محمد فضلِ حسن صابری کی ولادت مصطفیٰ آباد عرف رام پور
س ہوئی۔

علیم وتربیت : آپ بچپن ہی سے نہایت ذہین، طباع اور قوی الاستعداد تھے اس
لیے اپنے والدِ ماجد علیہ الرحمہ کی طرح تمام علوم متداولہ کو کم عمری ہی میں حاصل کر لیا،
نظم ونثر، تفسیر وحدیث اور فقہ کی کتابیں مختلف اساتذۂ کرام سے پڑھیں۔

علومِ ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ کی طبیعت کا رجحان باطنی تعلیم کی طرف منعطف
ہوا، آپ نے خود بخود تصوف اور معارفِ طریقت کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔
ادھر حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ نے اپنے ہونہار فرزند کی طبیعت کا میلان دینداری
پرہیزگاری اور سلوک ومعرفت کی طرف پایا تو اس کی تکمیل کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔

بیعت : حضرت شاہ محمد فضلِ حسن صابری قدس سرہٗ نے اپنی ذہانت وفطا
سے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی تعلیماتِ طریقت کو بہت قلیل عرصے میں ا
دل پر مرتسم کر لیا اور حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر بیعت
شرفِ مُریدی سے سرفراز ہوئے۔

مجاہدات وریاضات: مرید ہونے کے بعد آپ نے ریاضات اور مجاہدات
لیے کمر باندھ لی۔ شب میں نمازِ عشاء کے بعد یادِ حق میں مشغول ہو جاتے۔ اکثر ایسا
کہ جاڑے کی لمبی راتوں میں ساری ساری رات یادِ خدا میں مشغول رہتے اور شب
تھوڑی دیر کے لیے بھی آرام نہ کرتے۔

دن میں عبادتِ الٰہی سے جو وقت بچتا، خدمتِ خلق میں صرف کرتے، مضا
دینیہ مرتب فرماتے اور عوام کے فائدے کی غرض سے اپنے ہفت روزہ اخبا
دبدبۂ سکندری میں شائع کرتے رہتے۔

خلافت : ان مجاہدات وریاضات کے بعد جب آپ نے منازلِ سلوک ومعرف
طے فرمالیں تو حضرت والدِ ماجد علیہ الرحمہ نے آپ کو مسندِ خلافت اور دستارِ فضیلت
سے سرفراز فرمایا۔

حضرت شاہ محمد فضلِ حسن صابری نہایت حلیم الطبع، خوش خلق، نہایت سیر چش
مستغنی اور ہر دل عزیز تھے۔ ہر چھوٹے بڑے، مرد وعورت حتیٰ کہ بچوں تک سے
نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ حلم وقناعت، تحمل وخودداری اور توکل علی
اللہ آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

جوشِ عقیدت وغلبۂ عشق : آپ سچے عاشقِ خدا ورسول تھے، سیدِ عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی عقیدت ومحبت اور بے پناہ عشق رکھتے تھے۔ اس لیے
اکثر نامِ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتبہ آپ کے حجرے میں آویزاں رہتا تھا

اس کے روبرو کھڑے ہو کر دن میں کئی بار صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے۔ موقع مل جاتا تو کسی نعت خواں کو بلا لیتے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ کی لکھی ہوئی نعت سنانے کی فرمائش کرتے یا حضرت جامی، حضرت امیر خسرو، حضرت عثمانِ ہارونی قدس سرہم کے کلام سنتے۔

اللہ رب العزت جل جلالہٗ اور اس کے حبیب لبیب رحمتِ عالم محسنِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو جو عشق تھا اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

آپ گرمیِ سوزِ عشق سے ہمہ وقت اشکبار رہتے تھے اور اکثر فرماتے ؎

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری کو اولیاءِ کرام سے سچی عقیدت تھی بالخصوص حضرات خواجگانِ چشت اہلِ بہشت اور سیدنا حضرت مخدوم علاء الدین احمد صابر کلیری قدس سرہٗ سے والہانہ عشق تھا۔ حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری کو معاصر علماء میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت، سلطان الشریعت، رہبرِ طریقت حضرت مولانا الحاج الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قادری برکاتی قدس سرہٗ سے قلبی عقیدت و محبت تھی اور اس قدر گہرا تعلق تھا کہ اکثر بریلی شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے شرفِ ملاقات حاصل کرتے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فتاویٰ، مضامین، اعلانات اور خبریں، اعلیٰ حضرت کے شیوخِ عظام، اساتذۂ کرام، تلامذہ، خلفاء، صاحبزادگان، دار العلوم منظرِ اسلام اور جماعتِ رضائے مصطفیٰ سے متعلق مضامین اور خبریں اپنے اخبار دبدبۂ سکندری میں پورے اہتمام سے شائع فرماتے جس کے نتیجے میں آج دبدبۂ سکندری میں علماءِ اہلسنت بالخصوص اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت کے شیوخِ عظام، اساتذۂ کرام، تلامذہ، خلفاء، احباب، دار العلوم منظرِ اسلام اور جماعتِ رضائے مصطفیٰ کے متعلق مضامین اور نادر و اہم معلومات کا اتنا وافر ذخیرہ موجود ہے کہ جس پر کام کرنے کے لیے طویل

عمر در کار ہے، اس ذخیرے کو اگر یکجا کیا جائے تو کلاں سائز میں ہزاروں
صفحات پر پھیلی ہوئی ایک کتاب تیار ہو جائے۔

کاش کوئی ادارہ یا فرد صاحبِ ہمت بلند، صاحبِ دولت و ثروت
اس طرف متوجہ ہو اور اس نادر عظیم ذخیرے کو منظرِ عام پر لانے کی سعی کرے۔

حضرت شاہ محمد فضلِ حسن صابری قدس سرہٗ کا زیرِ نظر مضمون "اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو حضرت شاہ صاحب کی اعلیٰ حضرت سے
والہانہ عقیدت و محبت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے اعلیٰ حضرت کی حیاتِ ظاہری میں وصال سے
دس سال پہلے ۱۳۳۰ھ میں یہ مضمون تحریر فرمایا اور ۱۲؍ ربیع الآخر ۱۳۳۰ھ
یکم اپریل ۱۹۱۲ء بروز دوشنبہ دبدبۂ سکندری اخبار نمبر ۱۵ جلد ۴۸ صفحہ ۳، ۴،
۵ اور ۶ کالم نمبر ۲،۱ میں شائع فرمایا۔

مضمون کی افادیت و انفرادیت کے پیشِ نظر احباب کے اصرار پر پہلی بار
اس مضمون کو کتابی شکل میں ترتیب جدید ترجمہ اور ضروری حاشیہ کے ساتھ بنام
"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ علماءِ حرمین، حضرت مولانا فضلِ رحمٰن
گنج مرادآبادی اور حضرت شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی کی نظر میں" شائع کیا جا رہا ہے۔

ربِ کریم بہ طفیلِ رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکرام التسلیم اس سعی کو
قبول فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہِ سید المرسلین علیہ و آلہٖ و صحابہ الصلوٰۃ و التسلیم
الیٰ یوم الدین

۲۳؍ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ
۶؍ اکتوبر ۱۹۸۸ء
بروز پنجشنبہ

فقیر نوری سید شاہد علی قادری رضوی غفرلہ القوی
خادم الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم
رام پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

آج جبکہ بیسویں صدی کا دور دورہ ہے، نئے نئے پراگندہ خیالات اہلِ دنیا کے منھ و قلم سے نکلتے ہیں جن کو ملاحظہ فرمانے کے بعد انحطاطِ عالم کی سچی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

افرادِ دنیا کسی زمانے میں اخلاق و کرم کے سچے نمونے تھے، ان میں احساسِ قومی و مادۂ ہمدردی کافی سے زائد موجود تھا — ان کی بات دلوں میں گھر کر لیتی تھی، ان کی زبان تسخیر کا سچا عمل تھی، ان کا عملُ الید و نقشِ حُب کا کام دیتا تھا۔ غرضیکہ سب کچھ تھا جو خدا نے اپنے راست باز بندوں کو دے رکھا تھا، اب کیا نہیں ہے؟ سب کچھ ہے! وہی دن ہے وہی رات ہے وہی مذہب ہے، سب کچھ وہی ہے مگر وہ لوگ بادِ دنیا کے سنسنی خیز جھونکوں کے ہاتھوں قبروں میں جا سوئے جہاں سے واپس آنا خلافِ عقل و محال۔

(عملُ الید: ہاتھ کا عمل ۱۲ — راست باز بندوں: سچے بندے ۱۲)

اب زمین اس مردم خیزی کے جواب میں ایسا حسرت ناک نقشہ پیش کرتی ہے کہ انگشت بدنداں ساکت و خاموش ہونا پڑتا ہے۔

مگر جب ہم اپنے رفیع الشان مالک و مختار حضرت رب العزت جَلَّ وَ عَلَا کے حضور یہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری ہستی اور ہمارے مذہبی قصر کا کوئی بھی محافظ ہے تو اس کا جواب ہمیں اپنے دینی مقتدا حضرات کی پیروی میں ملتا ہے۔

آج جبکہ دنیائے اسلام پر دہریت، نجدیت کی بلاؤں کے طوفان آ رہے

ہیں، ہماری آنکھیں اگر کسی شمعِ بزمِ ہدایتِ محمدی پر پڑتی ہیں تو ہمارا دلی نہایت عجز و انکسار سے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ مأتہ حاضرہ، مؤیدِ ملتِ طاہرہ جنابِ تقدس مآب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ محمدی سنی قادری حنفی برکاتی بریلوی مدظلہم الاقدس کی ذاتی وجاہت اور علمی حسنِ لیاقت اور اخلاقی علو مرتبت کے روبرو سرِ تسلیم خم کرنے کی ہدایت فرماتا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ [۱]

اس ملائک صفت بشر کی سچی حالت کی تصویر ——— قلمِ ہیچمداں مطلق نہیں کھینچ سکتا۔ اپنے سچے جذبات کی جائز خواہش پر جو بھی صفحۂ کاغذ پر گل فشاں کرے اسے غور سے پڑھیے۔

محمد فضل حسن صابری نائب ایڈیٹر اخبار دبدبۂ سکندری،
خلف محمد فاروق حسن صابری رامپوری

---

[۱] یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (کنز الایمان پ ۲۷ سورۂ حدید ۵۷ آیت ۲۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کا جو رتبہ ہے اُسے تو آنکھوں والو سے پوچھیے ــــــ نابینا ہرگز کسی بات کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ یہ بتا سکتا ہے کہ کسی کے قصرِ فضل و کمال کا کون سا درجہ کس صنعت و دست کاری سے بن سنور کر مرتّب ہوا ہے بلکہ وہ تو ساری دنیا کو اپنا ہی مثل جانتا اور سمجھتا ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند چشمانِ عقل کے اندھے اس ملائک صفات بشر کے علو و مرتبت میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اس میں معاذ اللہ کسی طرح کمی مرتبت واقع نہیں ہوتی بلکہ علو و کمال میں بھی چار چاند لگ جاتے ہیں۔ وہ تو وہی ہیں مگر ہم اُن کے پایۂ کمال کو نہیں جان سکتے ــــــ ہم سے اچھے اچھوں نے ان کے مراتب کا لوہا مانا ہے۔

اگر انصاف کی دُوربین عینک سے ملاحظہ فرمایا جائے تو عرضداشت ہٰذا کا ہر فقرہ منصف کوربا طن کے لیے سُرمۂ ضیاء و قدرتی بینائی ثابت ہو گا۔

اعلیٰ حضرت علماءِ حرمین کی نظر میں

۱۔ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دھّان

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن دھّان مدرس حرم شریف مدظلہم اپنی تقریظ "حسام الحرمین میں فرماتے ہیں:

شَہِدَ لَہٗ عُلَمَاءُ بَلَدِ الْحَرَامِ بِاَنَّہٗ السَّیِّدُ الْفَرْدُ الْاِمَامُ [1]

یعنی اُن کے لیے علمائے مکۂ معظمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار اور بے نظیر امام ہیں۔

ماشاء اللہ و بارک اللہ جس ارضِ مقدس کی خدائے کریم قسم فرمائے [2] وہاں کے ایک شیخ عالی مقام اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی نسبت "السید الفرد الامام" فرمائیں تو ہمارا کیا منھ ہے کہ ہم ایسے بے نظیر امام کی قدر و منزلت جان سکیں۔

اور ملاحظہ فرمائیے جب اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے رسالۂ مبارکہ علم غیب مسمیٰ بہ اسمِ تاریخی "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" تالیف فرمایا اور علمائے مکۂ معظمہ میں اس کا شہرہ ہوا تو وہاں کے معظم عظیم القدر شیخ حضرت مولانا احمد ابوالخیر میرداد نے فرما بھیجا کہ میں اس رسالے کا مشتاق ہوں اور خود آپ کی زبانِ مبارک سے سننا چاہتا ہوں اور پاؤں کی معذوری کے سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس تشریف لے گئے اور ایک جلسے میں رسالہ حضرتِ ممدوح کو سنایا۔ حضرتِ موصوف نے بے حد تعریف فرمائی اور صدہا دعائیں دیں۔ وقتِ رخصت اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے جب اس مقدس نورانی عالم کی تعظیم کے لیے جس کی عمر پاک ستر برس سے متجاوز ہے، قدم لینا چاہے تو انھوں نے فرمایا "انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم"۔ یعنی میں آپ کے پاؤں چوموں میں

---

[1] حسام الحرمین ص ۸۳، سطر ۱۳، اشاعت قادری بکڈپو بریلی شریف

[2] اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے لَاۤ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ مجھے اس شہر (مکہ) کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو (کنز الایمان)

آپ کی نعلین کو بوسہ دوں۔ جب ہم اس بیان تک پہنچتے ہیں تو ہماری مسرت کی حد نہیں رہتی۔ حضرت شیخ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ نہایت درست فرمایا اور سچ تو یہ ہے کہ اہلِ فضل کی قدر و منزلت اہلِ فضل ہی خوب جانتے ہیں۔

کیا آج کوئی ہندوستانی عالم اس جیّد فاضل کے امتیاز کی نظیر رکھتا ہے؟ غالباً اس سوال کا جواب نفی ہیں ملے گا۔ ہاں یہ ضرور امتیاز حاصل ہوا کہ اپنے خبثِ باطنی وظاہری کی تکمیل اس دیارِ مقدس میں کی اور علماءِ مکّۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً نے کفر کے فتوے پر رجسٹری فرماکر کہیں کا نہ رکھا۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی ذات سے ہم کو یہ فخر کیا کم ہے کہ اشرافِ مکّۂ معظمہ آپ کی نعلینِ مبارک کو بوسہ دینے کی تمنّا رکھتے ہیں۔ مسلمانو! یاد رکھو یہ اسی عزت و احترام کا صدقہ ہے جو اس عاشقِ محبوبِ ربّانی کو مل رہا ہے جس نے تن من دھن سب خدا کے محبوبِ جمیل کی عزّت کے لیے وقف کر دیا ہے اور مجھ سے اگر کوئی پوچھے تو میں ایماناً ہر لحظہ یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ خدا کا ملنا آسان مگر حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامِ رحمت ہاتھ آگیا تو اس نے دنیا و مافیہا حتیٰ کہ خدائے جل وعلا کو بھی پالیا۔ پھر خدا تک رسائی آسان اور اس کی ساری کائنات تابعِ فرمان۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس اس مثال کے بلاشبہ سچّے نمونہ ہیں ان کے ہر قول ہر فعل ہر عمل سے سُنّیت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اس بات سے کبھی ہراساں نہ ہوئے کہ زید بکر اُن کی ذاتی وجاہت پر بدنما دھبّہ لگائیں وہ تو دل سے یہ چاہتے ہیں کہ مصطفیٰ پیارے کے نام پر اپنی، اپنے اہل وعیال کی، اپنے خاندان کی عزّت و حرمت نثار ہو تو قیامت تک روح قبر میں بھی مزے لے لے کر وجد کرے اور زبانِ حال اس شعر کو ادا فرمائے ؎

دل جلا کر رُخِ محبوب کا جلوا دیکھا　　ہم نے گھر پھونک کے کیا خوب تماشا دیکھا

اعلیٰ حضرت فقراء کی نظر میں

۱۔ حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی
۱۲۰۸ھ

اِس پُرآشوب زمانے میں حضرت تقدس مآب مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب نقشبندی گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بے مثال بزرگ ہوئے، جن کی عظمت ہند سے لے کر عرب تک قلوب میں عزّت کے ساتھ متمکن ہے اور اب وہ شیخ العرب والعجم لکھے جاتے ہیں، یہ مراتب ہیں ـــــ اس میں اللہ والوں کی ذات کے لیے مجھے کیا، ہر زندہ دل کو سرِ تسلیم خم کرنے کے لیے مجبور ہونا پڑے گا۔

اس شیخ العرب والعجم نے اس ذاتِ اقدس کا وہ احترام کیا ہے کہ آج ہم عصر و ہم پایہ سے محال و ناممکن۔

رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ کا مبارک مہینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس گنج مراد آباد تشریف لائے اور ایک جگہ قیام فرما کر اپنے دو ہمراہیوں کو شیخ علیہ الرحمہ کی خدمتِ مبارک میں بھیجا اور تاکید فرما دی کہ صرف اتنا کہنا

"ایک شخص بریلی سے آیا ہے ملنا چاہتا ہے!"

حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے معًا فرمایا:

"وہ یہاں کیوں آئے ہیں، اُن کے دادا اتنے بڑے عالم
اُن کے والد اتنے بڑے عالم ـــــ اور وہ خود عالم ـــــ فقیر
کے پاس کیا دھرا ہے!"

پھر نرم ہو کر بکمالِ لطف فرمایا:

"بلائیے ـــــ تشریف لائیں!"

بعدِ ملاقات اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے مجلس (میلاد) شریف کی نسبت حضرت شیخ علیہ الرحمہ سے استفسار کیا۔ ارشاد فرمایا:

"تم عالم ہو، پہلے تم بتاؤ۔"

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے فرمایا:

"مستحب جانتا ہوں۔"

فرمایا:

"آپ لوگ اسے بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور میں سنت جانتا ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم جو جہاد کو جاتے تھے، تو کیا کہتے تھے؟ یہی نہ کہ ـــــ مکہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اُتارا ـــــ اُنھوں نے یہ معجزے دکھائے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ فضائل دیئے۔

اور مجلسِ میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟ یہی بیان ہوتے ہیں جو صحابہ اس مجمع میں کرتے تھے!

فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈوا (لڈو) بانٹتے ہو، وہ اپنی مجلس میں موڑ (یعنی سر) بانٹتے تھے۔"

غرض حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اعلیٰحضرت مدظلہم الاقدس کو بکمالِ اعزاز واکرام باصرار تام تین روز ٹھہرایا۔ ۲۹ ماہِ مبارک کو رخصت کیا جب عید سر پر آگئی ـــــ اور وقتِ رخصت فرشِ مجد کے کنارے تک تشریف لائے۔

حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی کے نزدیک گستاخانِ رسول کا حکم

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجیے!

فرمایا:

"تکفیر میں جلدی نہ کرنا"

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے دل میں یہ خیال کیا کہ

"میں تو اُن کو دل میں کافر کہتا ہوں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ انور میں گستاخی کرتے ہیں"

یہ خیال لاتے ہی معًا حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"ہاں جو ادنیٰ حرف گستاخی کا شانِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بکے، ضرور کافر کہنا، بے شک (وہ) کافر ہے"

مولانا شاہ فضلِ رحمٰن نقشبندی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا باہم ایک دوسرے سے اکتسابِ فیض

پھر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنے موڑ کی ٹُپیا تمھارے موڑ پر دھر دیں اور تمھارے موڑ کی اپنے موڑ پر دھر لیں" (ٹوپی ۱۲)

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے برائے ادب سر جھکا لیا۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی کُلاہِ مبارک اپنے سرِ مقدس پر رکھ لی اور اپنی کلاہِ مقدس اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کے سرِ مُبارک پر رکھ دی[۱]

---

[۱] یہاں پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس وقت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عمر شریف صرف بیس ۲۰ سال کی تھی اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی چوراسی ۸۴ سال یعنی اعلیٰ حضرت کی صغر سنی اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی کبر سنی لیکن حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اپنی نگاہِ ولایت سے پہچان لیا کہ اس نوجوان فاضل کا آفتابِ ولایت ایک وقت میں طلوع ہو کر چمکے گا اور اپنی نورانیت سے عالم کو منور فرمائے گا ۱۲ رضوی

جو آج تک بطورِ تبرک محفوظ کی گئی ہے۔ لہ

اِس روایت کا نتیجہ ظاہر ——— کھلی و صاف بات پر خامہ فرسائی بے کار۔

"کیا کوئی اس عزت کی نظیر پیش کر سکتا ہے"!

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے لائق و اہل سجادہ نشین حضرت قبلہ و کعبہ مولانا شاہ احمد میاں صاحب قبلہ مدظلہم العالی سے مجھے خاص طور سے شرف قدم بوسی حاصل ہے جن کے افضال و کرم کی انتہا نہیں ——— اور میں بحمد اللہ اس شیخ الوقت علیہ الرحمہ کے حالاتِ مقدس سے بھی واقف ہوں۔ وہاں تک رسائی مشکل تھی لیکن بمصداق ؎

ہر کجا چشمۂ بود شیریں ۔۔۔ مردم و مرغ و مور گرد آیند

مخلوقِ خدا آکر اپنی امیدوں کی جھولیاں پھیلاتی تھی اور شیخ علیہ الرحمہ کو دُرِ شہوار سے ان کو بھرنا ہوتا تھا۔

مُراد یہ ہے کہ مخلوقِ خدا چار طرف آکر گھیرتی تھی اور انھیں مجبور ہونا پڑتا تھا۔ پھر ان کی زندگی کے کارنامے صدہا تو اہلِ قلم نے قلم بند فرمائے ——— رہے سہے لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔

تو کہنا یہ ہے کہ:

"کیا انھوں نے یہ افضال و اکرام کسی دوسرے عالم فاضل یا درویش صوفی

لہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی وہ ٹوپی آج بھی پاکستان میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الحاج شاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کے داماد حضرت الحاج شوکت حسن خاں صاحب رضوی مدظلہ العالی کے پاس موجود ہے (تجلیاتِ امام احمد رضا ص ۴۲)

پر بھی فرمائے یا نہیں؟

"بے شک یہ عزت اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کو حاصل ہوئی"۔

یہ معلوم کر کے ہمارے ہم وطن متعصب افراد اور زائد اپنے ہی طیش کی آگ میں جلنے لگیں گے اور شک و تعصب کئی گنا بڑھ جائے گا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ:

"الحمد للہ ہمیں ایسی صورت کا گرویدہ اور والہ و شیدائی بنایا ہے جن کی نعلین کو بوسہ دینے کے متمنی علماء مکہ معظمہ اور صرف یہی نہیں بلکہ انھیں ایک بے نظیر امام بھی جاننے اور ماننے والے ہیں۔
اور طبقہ صوفیاء کے ممتاز و سربرآوردہ شیخ ان سے ٹوپیاں بدلنے والے اور انھیں ایک بے نشتی عالم و فاضل سمجھنے والے ہیں"۔

٢۔ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں قادری نقشبندی پیلی بھیتی

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی عادتِ شریف تھی کہ جب پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت جناب تقدس مآب حاجی میاں محمد شیر صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ضرور ملنا ہوتا۔

وہابیوں کی حقانیت کا وسوسہ پیدا ہو جانے سے فیض کا دروازہ بند ہو گیا

ایک روز اعلیٰ حضرت بعد مغرب تشریف لے گئے، حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے ایک آہ سرد بھری، جس کی وجہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے دریافت فرمائی تو فرمانے لگے کہ

"فیض بند ہو گیا ہے"۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے فرمایا:

"کیا باعث ہے"

ارشاد فرمایا کہ:

"ایک دفعہ دل میں بیٹھے بیٹھے یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ کہیں کوئی بات شاید ان وہابیوں کی بھی حق ہو ۔

یہ خیال آتے ہی فیض کا دروازہ بند فرما دیا گیا ہے۔ آپ ذکر شریف حضور پرنور محبوب اکرم سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیجیے ــــ اس سے فیض جاری ہو جائے گا۔"

اعلیٰ حضرت نے غوث اعظم کا ذکر کیا اور بند فیض جاری ہو گیا

چنانچہ اسی وقت مجلس مبارک غوثیت ترتیب دی گئی ــــ بعد نماز عشاء نصف شب تک اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے ذکر اقدس سے حاضرین کو بہرہ یاب فرمایا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہزاروں دُعائیں دے کر رخصت فرمایا۔ اب تو غالباً رشک وحسد کا آسمان کور باطنوں پر ٹوٹ پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے ایک ایسے پیر کامل کا فیض جاری کرا دیا

ہم کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس خدا کے محبوب بندے ہیں اور خدا کے محبوب عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی کچھ شان کریمی بھی معلوم ہے؟ پڑھیے کلام قدسی

"كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ
يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ"

یعنی سب ہماری رضا چاہتے ہیں اور ہم آپ کی رضا جوئی چاہتے ہیں

اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور پڑھیے قرآن کریم و برہان عظیم میں فرمایا جاتا ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ [1]

یعنی فرما دیجیے کہ اگر تم خدا کی محبت رکھتے ہو، تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے۔

گزارش یہ ہے کہ جو ایسے محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فدائی ہو اور اس کے اس مقدس نام پر جو ابو البشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے وسیلۂ رستگاری ہو، اپنا تن من نثار کرے ——— تو ظاہر ہے کہ وہ کیا ہو سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت پر ایک الزام اور اس کا جواب

رہی یہ بات کہ بدعقل یہ بہت جلد کہہ بیٹھتے ہیں کہ

"مولانا کو کفر کا فتویٰ خوب یاد ہے اور بہت جلد کافر بنا دیتے ہیں"

اب کوئی ان سے یہ پوچھے کہ

حضرت! شریعت تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئین مقدس ہے مولانا کے گھر کی شریعت نہیں ——— وہ جو کبھی فرماتے ہیں شریعت کی اتباع سے فرماتے ہیں ——— تو یہ مولانا پر اعتراض نہیں ——— مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) ہے بلکہ عین خدائے جل وعلا پر ——— بھلا اس حماقت کی حد بھی ہے!!

خیر مفہوم معروضِ تحریر میں دم بدم طوالت پذیر ہے التماس صرف یہ ہے کہ

---

[1] پ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۱

اگر اس مَلَک صفات بشر کی قدر نہ کی تو —— تو بہت ہی
نادم و پشیمان ہونا پڑے گا —— اور یاد رکھیے کہ ——
ایسی صورت پھر نظر نہ آئے گی"

خدائے کریم اہلِ سنت کے سپہ سالار کی عمرِ مبارک میں بہت سی ترقی عطا فرمائے بعد کو آسمانِ اہلِ سنت پر خدا جانے کیسے کیسے غمناک بادل امنڈ آئیں گے اور دنیائے اسلام ان کے رنج و الم میں آٹھ آٹھ آنسو بہائے گی لیکن پھر کچھ نہ ہوگا۔ اللہ کریم ہمیں عقلِ سلیم دے اور ہم سمجھیں کہ اعلیٰ حضرت کیا ہیں؟ اور ان کا صحیح مصرف کس طرح ہے؟

رقم زدہ محمد فضل حسن صابری رامپوری

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ —— ایک نظر میں

ولادت (ذخیرۂ شہر بریلی میں)	۱۴ جون ۱۸۵۶ء	۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ
ختم ناظرہ قرآن کریم	۱۸۶۰ء	۱۲۷۶ھ
پہلا خطاب	۱۸۶۲ء	ربیع الاول ۱۲۷۸ھ
پہلی تصنیف شرح ہدایۃ النحو	۱۸۶۴ء	۱۲۸۰ھ
مسلم الثبوت پر حاشیہ	۱۸۶۶ء	۱۲۸۲ھ
دستارِ فضیلت	۱۸۶۹ء	۱۲۸۶ھ
مسندِ افتاء کی ذمہ داری	۱۸۶۹ء	۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ
ازدواجی زندگی کا آغاز	۱۸۷۴ء	۱۲۹۱ھ
پہلے صاحبزادے کی ولادت (حجۃ الاسلام)	۱۸۷۵ء	ربیع الاول ۱۲۹۲ھ
شرفِ بیعت	۱۸۷۷ء	جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ

پہلا حج	سنہ ۱۸۷۸ء	سنہ ۱۲۹۶ھ
ضیاء الدین احمد کا لقب (مکہ معظمہ میں)	سنہ ۱۸۷۸ء	سنہ ۱۲۹۶ھ
نزولِ فرنگی محل (لکھنؤ میں)	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۳۰۹ھ
دوسرے صاحبزادے کی ولادت (مفتیٔ اعظم ہند)	سنہ ۱۸۹۲ء	ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ
جلسۂ تاسیس ندوہ میں شرکت	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۳۱۱ھ
تحریکِ ندوہ سے علیحدگی	سنہ ۱۸۹۷ء	سنہ ۱۳۱۵ھ
المعتمد المستند کی تصنیف	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۳۲۰ھ
فتاویٰ رضویہ	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۳۲۲ھ
دارالعلوم منظرِ اسلام کی بناء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۳۲۲ھ
دوسرا حج	سنہ ۱۹۰۵ء	ذی القعدہ سنہ ۱۳۲۳ھ
تصنیف الدولۃ المکیہ (مکہ معظمہ میں)	سنہ ۱۹۰۶ء	صفر المظفر سنہ ۱۳۲۴ھ
حسام الحرمین	سنہ ۱۹۰۶ء	سنہ ۱۳۲۴ھ
نزولِ بمبئی (حج بیت اللہ سے واپسی پر)	سنہ ۱۹۰۶ء	ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ
نزولِ احمد آباد	سنہ ۱۹۰۶ء	ربیع الآخر سنہ ۱۳۲۴ھ
پوتے کی ولادت (مفسرِ اعظم ہند)	سنہ ۱۹۰۷ء	سنہ ۱۳۲۵ھ
ترجمۂ قرآن کنز الایمان	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۳۳۰ھ
نزولِ جبل پور	سنہ ۱۹۱۸ء	جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۳۷ھ
قیام کوہ بھوالی (نینی تال)	جون سنہ ۱۹۲۱ء	رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۹ھ
وصال	نومبر سنہ ۱۹۲۱ء	۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ

نوٹ: واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عمر باعتبارِ سنِ عیسوی ۶۵ سال اور باعتبارِ سنِ ہجری ۶۸ سال ہوتی ہے

ناشرین حضرات
جنکے
اخلاص و تعاون سے

کتاب "اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ" ترتیب جدید، ترجمہ اور تحشیہ کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ ہو کر پہلی بار منظر عام پر آئی

۱۔ جناب مولانا ابن علی رضوی ناظم اعلیٰ مدرسہ نور الاسلام

۲۔ جناب حافظ افسر علی رضوی مدرس مدرسہ گلشن اسلام

۳۔ جناب خلیل احمد خاں رضوی نائب صدر جماعت رضائے مصطفیٰ

رستم نگر عرف چمروا ضلع رامپور یوپی (انڈیا)

اللہ رب العزت بوسیلۂ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بطفیل سیدنا حضرت غوث الاعظم وسیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہما الرحمۃ والرضوان ہر سہ حضرات کو سعادتِ دارین کی دولت سے سرفراز فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقیر نوری سید شاہد علی رضوی

خادم الجامعۃ الاسلامیہ گنجقدیم رامپور

(جمال پریس رامپور)